معراجِ سخن

یعنی

نعتِ شریف و منقبت و سلام وغیرہ

مصنفہ

جانشینِ امیر مینائی لکھنوی جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل

استادِ اعلیحضرت حضور پرنور نظام الملک آصفجاہ سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بہ حسن سعی مولوی عبدالغفور صاحب شہر ندوی مددگار ناظم ندوۃ العلما

باہتمام محمد داؤد منیجر نظامی پریس واقع ... لکھنؤ طبع گردید

١٣٣٧ھ

بار اول ... جلد

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

الحمد للہ کہ این گلدستہ ریاحین جنت مجموعہ نعت حضرت خاتم الرسالت محبوب زمن

موسوم بہ

معراجِ سخن

نتیجۂ فکر

استاد السلطان نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل جانشین امیر مینائی لکھنوی

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حبیبِ پاک کسی کا خطاب کیا ہوگا
وہ لاجواب ہیں اُنکا جواب کیا ہوگا

مرے گناہ کو یاربّ نہ پوچھ رہنے دے
جو بےحساب ہے اُس کا حساب کیا ہوگا

مدارِ کار ہے حبِّ رسولؐ پر۔ ورنہ
عمل ہزار ہوں اچھے ثواب کیا ہوگا

تمام اُمّتِ عاصی کے جب ہوے تم حامی
کسی پہ قہر کسی پر عذاب کیا ہوگا

جو آپکے ہے غلام مومنین اے شہِ کونینؐ
لحد میں اُس سے سوال و جواب کیا ہوگا

لوائے حمد کے شایاں تمھیں ہو محشر میں
سوا تمھارے کوئی انتخاب کیا ہوگا

ہلال جلوہ نما ہو ہزار گردون پر　　تمھارے ناخنِ پا کا جواب کیا ہوگا

بہشت مین تپشِ مہر کا گزر کیون ہو　　جہان ہون آپ وہان آفتاب کیا ہوگا

جمالِ پاک کو دیکھینگے برملا دمِ حشر　　تہِ نقابِ رخِ آفتاب کیا ہوگا

خدا رسولؐ سے غفلت رہی اگر یونہی　　تو حال اے دلِ خانہ خراب کیا ہوگا

کلامِ نعت جو سنتا ہے وہ یہ کہتا ہے　　کہ اس طرح سخنِ انتخاب کیا ہوگا

جو مستِ نکہتِ زلفِ نبیؐ ہے اسکا دماغ　　رہینِ منتِ مشک و گلاب کیا ہوگا

جلیل گوشۂ عزلت مین مشغلہ اپنا

بجز خیالِ رسالت مآبؐ کیا ہوگا

جمے یہ دل مین الٰہی خیال احمدؐ کا　　کہ روز خواب مین دیکھون جمال احمدؐ کا

تڑپ رہا ہون اسی آرزو مین برسون سے — خدا دکھاے مزار اب کے سال احمدؐ کا

کیا ہی کس نے اشارے سے چاند دو ٹکڑے — کہو فلک سے کہ دیکھے کمال احمدؐ کا

خدا نے بخشدی اُمّت کو نعمتِ دارین — گیا نہ ایک بھی خالی سوال احمدؐ کا

فلک ہے درپئے ایذا خبر نہین اسکی — کہ ہے غلام یہ آشفتہ حال احمدؐ کا

جو لوگ شوقِ زیارت مین جان دیتے ہین — نصیب اُنھین ہے ہمیشہ وصال احمدؐ کا

فراق مین یہی صورت ہے اک تسلّی کی — زبان پہ نام ہو دل مین خیال احمدؐ کا

اُسی کے واسطے محشر مین سرفرازی ہے — زہے نصیب جو ہو پائمال احمدؐ کا

کلیم طور پہ جانیکی کیون کرین تکلیف — کہو کہ دیکھ لین آکر جمال احمدؐ کا

اِدھر اُدھر نہ بھٹکتا پھرون قیامت مین — اُٹھون تو ساتھ ہو یا ذوالجلال احمدؐ کا

خدا وہ روزِ مبارک تجھے دکھائے جلیل
کہ آئے قاصدِ فرخندہ فال احمدؐ کا

ہم بھلا تاریکیِ مرقد سے گھبرائینگے کیا
خواجۂ عالمؐ جمال اپنا نہ دکھلائینگے کیا

خنجرِ عصیاں کے چرکے ہمکو تڑپائینگے کیا
چارہ سازی سیدِ عالمؐ نہ فرمائینگے کیا

بیخودی عشاق کی پوچھیں تو کہنا اے صبا
آپ آئینگے نہ جبتک آپ میں آئینگے کیا

اُمّتی جلنے لگے کیوں آفتابِ حشر میں
دامنِ رحمت کے سائے میں آ جائینگے کیا

داغہائے عشقِ احمدؐ کو نہ رکھوں دل میں کیوں
یہ شرارے پھول جنّت کے نہ بن جائینگے کیا

بلبلوں میں ذکرِ رخسارِ نبیؐ ہونے لگا
رنگ و بو پر اب چمن کے پھول اترائینگے کیا

ہے فلک سے آمدِ بارانِ رحمت کا نزول
تربتِ سلطانِ دیںؐ کے پھول مرجھائینگے کیا

اُٹھینگے حشر کے دن تیرے مستون کو مگر
صور کے اونچے ترانے ہوش مین لائینگے کیا

تم شفیعِ عاصیان ٹھہرے تو پھر میرے گناہ
سامنے داور کے مجرم مجکو ٹھہرائینگے کیا

حور کی بالکو نکا شانہ اس جگہ درکار ہے
اور شانے آپکی زلفون کو سلجھائینگے کیا

ہاتھ خالی حشر مین جانے کا غم کیا اے جلیل
ہم وہان شاہِ دو عالم کو نہ پاجائینگے کیا

سردارِ دو عالم شہِ ذیشان ہے ہمارا
سلطان ہین گدا جسکے وہ سلطان ہے ہمارا

در پیش ہی گر مرحلہ حشر تو کیا غم
اللہ کا محبوب نگہبان ہے ہمارا

کیون جائین سوِ خلد مدینے سے نکل کر
فردوس سے بڑھکر چمنستان ہے ہمارا

کیا مرتبہ عشقِ محمد ہے نہ پوچھو
ہر داغِ جگر مُہرِ سلیمان ہمارا

کیون سر نہ جھکے مصحفِ رخسار کے آگے — کہتے ہین فرشتے بھی یہ قرآن ہے ہمارا

عالم کا تو قبلہ ہے شہا خانۂ کعبہ — تو کعبۂ جان قبلۂ ایمان ہے ہمارا

ہم نرگسِ بیمار کے جس دن سے ہین بیمار — جو درد ہے دل مین وہی درمان ہے ہمارا

محشر مین تہی دستیِ امت کا گلہ کیا — کیا کم ہے کہ وہ شافعِ عصیان ہے ہمارا

بو کاکلِ مشکین کی صبا لائے خدارا — معلوم تجھے حالِ پریشان ہے ہمارا

صحرائے مدینہ کے خارون کا ہی حصہ — دامن ہے ہمارا نہ گریبان ہے ہمارا

کیا رنگ جب سیلِ اشکِ خجالت نے دیا ہے
گلزارِ ارم دامنِ عصیان ہے ہمارا

اک موجِ کرم دیدۂ گریان ہے ہمارا — سادہ ورقِ نامۂ عصیان ہے ہمارا

تربت مین بھی آزاد ہین حضرت کی بدولت　　جنت کا یہ چمن گوشۂ زندان ہے ہمارا

قسمت نہ یہ کیون جلد ہو نازان شبِ معراج　　حورون کے جلو مین شہِ خوبان ہے ہمارا

صد شکر دیا تاجِ شفاعت جسے حق نے　　آقا وہ ہمارا ہے وہ سلطان ہے ہمارا

حلقے مین فرشتون کے عجب شان شہِ کی　　ہالے مین درخشان مہِ تابان ہے ہمارا

رخسارِ نبی ہین جو نظر مین دمِ گریہ　　پھولون سے بھرا دامنِ مژگان ہے ہمارا

دندانِ مبارک کی شہادت ہوئی جب سے　　ابرِ مژۂ تر گہر افشان ہے ہمارا

پوچھے جو کوئی مجکو تو ہوتا ہے یہ ارشاد　　گشتہ و وارفتہ و حیران ہے ہمارا

روکا مجھے رضوان نے تو بولے شہِ والا　　آنے دو اسے تم یہ ثنا خوان ہے ہمارا

ہم چلتے قدم سے سرِ زیارت کو چلے مین　　اخلاص و عقیدت سر و سامان ہے ہمارا

اُس تیغِ تبسم نے عجب کام کیا ہے — جو زخمِ جگر ہے گُلِ خندان ہے ہمارا

فریادِ جرس یہ نہیں اے قافلے والو — دل فرقتِ محبوب مین نالان ہے ہمارا

ٹلے پہ ہین جب آپ تو پھر خواجۂ عالم — سب حشر مین دیکھینگے کہ میدان ہے ہمارا

جان اپنی جلیل اُس گلِ رخسار پہ قربان

جس سے ترو تازہ چمن جان ہے ہمارا

دل تشنۂ دیدار ہے محبوبِ خدا کا — اک عمر سے بیمار ہے محبوبِ خدا کا

کیا حسن کی ہے صلِّ علیٰ گرمیٔ بازار — یوسف بھی خریدار ہے محبوبِ خدا کا

بو جسکی فرشتون کے دماغون مین بسی ہے — وہ گیسوِ خمدار ہے محبوبِ خدا کا

ہم صورتِ حق دیکھتے ہین جسمین وہ لاریب — آئینۂ رخسار ہے محبوبِ خدا کا

سیراب ازل جس سے ہوئے خضرؑ و مسیحا — وہ چشمہ دیدار ہے محبوب خداؐ کا

جو بات ہے طیبہ مین کہان خلد برین مین — کچھ اور ہی گلزار ہے محبوب خداؐ کا

ممکن نہین خورشید فلک آنکھ ملائے — روضہ وہ ضیا بار ہے محبوب خداؐ کا

وہ روح امین جسکا ملائک مین ہے شہرہ — اک غاشیہ بردار ہے محبوب خداؐ کا

پڑھ لیتے ہین قسمت کا لکھا اسکی ضیا مین — وہ روئے پُر انوار ہے محبوب خداؐ کا

عشاق جسے قبلہ جان کہتے ہین اپنا — وہ ابروئے خمدار ہے محبوب خداؐ کا

جھکتے ہین سر افلاک نشینون کے بھی اسجا — کس شان کا دربار ہے محبوب خداؐ کا

آئے ہین مجھے دیکھنے کس شوق سے عیسیٰؑ — سنکر کہ یہ بیمار ہے محبوب خداؐ کا

کیون جائے سوئے طور وہ اے حضرت موسیٰؑ — جو طالب دیدار ہے محبوب خداؐ کا

تربت میں نکیرین نہ چھیڑیں کہ یہ عاصی
دیوانۂ وشیدا ہے محبوبِ خدا کا

ہر ذرہ مدینے کا جلیل اپنی نظر میں
آئینۂ اسرار ہے محبوبِ خدا کا

افلاک پہ بھی نام ہے محبوبِ خدا کا
چرچا سحر و شام ہے محبوبِ خدا کا

عاقل وہی۔ کامل وہی۔ ہشیار وہی ہے
جو مستِ مئے جام ہے محبوبِ خدا کا

امت کو لئے سائے میں اپنے دمِ محشر
گیسوئے سیہ فام ہے محبوبِ خدا کا

کہتی ہے جسے خلق کلیدِ درِ فردوس
وہ نامِ خدا نام ہے محبوبِ خدا کا

شیدائی و سودائی و وارفتہ و حیران
میرا دلِ ناکام ہے محبوبِ خدا کا

احمدؐ پہ میں قربان محمدؐ پہ تصدق
محبوب ہر اک نام ہے محبوبِ خدا کا

نبیوں سے ہوا ذکرِ شفاعت جو دمِ حشر — سب بولے کہ یہ کام ہے محبوبِ خدا کا

فردوس کو دیکھو۔ فلک و عرش کو دیکھو — یہ گھر۔ وہ در و بام ہے محبوبِ خدا کا

دیندار ہو کوئی کہ خطا کار ہو سب پر — یکساں کرمِ عام ہے محبوبِ خدا کا

کیوں امتِ مرحومہ نہ مقبولِ خدا ہو — یہ مذہبِ اسلام ہے محبوبِ خدا کا

جس پھول کی خوشبو سے معطر ہیں دو عالم — وہ عارضِ گلفام ہے محبوبِ خدا کا

محبوبِ خدا آپ ہیں بس اس سے سمجھ لو — کیا حسنِ دل آرام ہے محبوبِ خدا کا

احمد جو کہا منہ سے شفا پا گئے بیمار — کیا روح فزا نام ہے محبوبِ خدا کا

وہ کام کرو جس سے ملیں حشر میں ہم تم — امت کو یہ پیغام ہے محبوبِ خدا کا

کہتا ہے جلیل آج جسے سارا زمانہ — اک بندۂ بےدام ہے محبوبِ خدا کا

شکر کس منھ سے ادا ہو اُس خدائے پاک کا
اُمّتی جسنے کیا مجکو شہِ لولاک کا

کوئی مسجودِ ملائک ہے۔ کوئی سیّاحِ عرش
مرتبہ پوچھو فلک والوں سے مُشتِ خاک کا

بامِ قصرِ مصطفٰے تک اُڑ کے پہونچے کیا مجال
اس جگہ ہے قطع شہپر طائرِ ادراک کا

جی میں ہے نذرِ رخ و گیسوے احمدؐ کیجیے
چشمِ تر کا آئنہ شانہ دلِ صد چاک کا

زہرِ عصیاں سے جو ہیں مسموم اُنکے واسطے
کام کرجاتا ہے نامِ مصطفٰے تریاک کا

بہرِ تسکین شاہِ دیں کو دمبدم کرتا ہوں یاد
خود میں کرتا ہوں علاج اپنے دلِ غمناک کا

لکھ رہا ہے خامہ حضرتؐ کی سواری کا جو وصف
ہر کشش ہے اک ترارہ توسنِ چالاک کا

گنبدِ خضرا کی رفعت نے یہ عقدہ حل کیا
سر خجالت سے جھکا رہتا ہے کیوں افلاک کا

چشمِ رحمت نے کیا میرے گناہوں کا وہ حال
حشر ہوتا ہے جو بجلی سے خس و خاشاک کا

ہو گئے جامے سے باہر فرطِ شادی سے اویسؓ
پا کے خلعت آپ کی تری ہوئی پوشاک کا

دمبدم آتی ہے اس در سے مدینے کی ہوا
بخیہ گر اچھا نہیں سینا جگر کے چاک کا

ہم گدایانِ محمدؐ کی نظر میں اے جلیل
مسندِ شاہی ہے اس کوچے میں بستر خاک کا

ردیف دال مہملہ

موسیٰ سے کہو دیکھ لیں رخسارِ محمدؐ
اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ

اس درجہ بڑھی گرمیِ بازارِ محمدؐ
اللہ ہوا آپ خریدارِ محمدؐ

سوتے سے جگا دے مری قسمت کو الٰہی
سوتے میں دکھا دے مجھے دیدارِ محمدؐ

قسمت دلِ صدچاک کی دم بھر میں سلجھ جائے
الجھیں جو کہیں گیسوئے خمدارِ محمدؐ

جنّت کو کہیں ڈھونڈنے جانا تو نہیں ہے دیکھو نہ وہ کیا ہے پسِ دیوارِ محمّدؐ

ملتی ہے سزا کے عوض آسائش کونین صد شکر کہ ہوں بھی تو گنہگارِ محمّدؐ

کہہ دو کہ بلائیں نہ مجھے خلد میں جو ریں اچھا ہوں تہِ سایۂ دیوارِ محمّدؐ

گذرے جو شامِ اُدھر عاشق گیسو لینے کو بڑھا سایۂ دیوارِ محمّدؐ

پی جائے اگر چشمۂ کوثر بھی وہ سارا سیراب نہ ہو تشنۂ دیدارِ محمّدؐ

یہ منہ نہیں یا رب جو کہوں در پہ جگہ دے ہو جائے ٹھکانا پسِ دیوارِ محمّدؐ

لطفِ شبِ معراج بڑھانے کیلئے ہیں وہ لٹکے ہوئے گیسوئے خمدارِ محمّدؐ

قبلے کی نہیں سمت جو معلوم تو کیا غم
ہیں یاد جمیل ابروئے خمدارِ محمّدؐ

ردیفِ نون

جنھین سیّد مکّی مدنی کہتے ہین
اُنسے ہم حضرتِ موسیٰ ارِنی کہتے ہین

تیرِ مژگان سے کیا طائرِ سدرہ کو شکار
اللہ اللہ اسے ناوکِ فگنی کہتے ہین

جان دیتے ہین جو بے دیکھے شہِ بطحا پر
آفرین اُنکو اویسِ قرنی کہتے ہین

عرشِ اعظم کو ہلا دیتے ہین عشاقِ رسول
یا محمد جو دمِ نعرہ زنی کہتے ہین

اورِ تو جائین مدینے کو رہین ہم محروم
دیکھ اے چرخ اسے دل شکنی کہتے ہین

ہند مین تن ہے مرا جان مری طیبہ مین
اسکو عشاق غریب الوطنی کہتے ہین

ہو نظرِ لطف کی بہرِ شہِ جیلان مجھ پر
جنکو سب لوگ حسینی حسنی کہتے ہین

چار یار آپکے حامی مرے ہو جائین جنھین
عمرؓ و حیدرؓ و صدیقؓ و غنیؓ کہتے ہین

کیا کہوں کون ہیں جنکے لئے دیوانہ ہوں
سب اُنھیں سیدِ مکّی مدنی کہتے ہیں

نعتِ احمد میں چمن خوب کھلایا ہے جلیل

بارک اللہ اسے رنگین سخنی کہتے ہیں

اے طرف گلشنِ طیبہ سے ہوائیں آئیں
اُسطرف جھوکے رحمت کی گھٹائیں آئیں

راہ لی میں نے جو طیبہ کی نکلکر گھر سے
بارک اللہ کی گردون سے ندائیں آئیں

دیکھکر گنبدِ خضرا جو مجھے غش آیا
حوریں فردوس سے لینے کو بلائیں آئیں

عشقِ احمد میں مصیبت کو بھی رحمت سمجھا
ٹڑھکے لیں میں نے فلک سے جو بلائیں آئیں

اے زہے قربِ سرِ عرش جو حضرت پہونچے
اُدنُ مِنّی کی لگاتار صدائیں آئیں

کسکا دیوانہ ہوں یارب کہے دم جاتے دم جاتہ ری
خلد کی جاگہ یہاں سے ہوائیں آئیں

اے نسیمِ چمن کوے رسولِ عربی
سچ بتا تجھکو کہاں ہے یہ ادائیں آئین

زلفِ مشکین کا جو تھا دھیان دمِ فکرِ سخن
میرے ہر شعر میں پرو ئیں کی ادائیں آئین

اُس مسیحا کا جو بیمار ہوا اُسکے لئے
غیب سے دردِ محبت کی دوائیں آئین

مٹ گئیں اُڑ گئیں گم ہوگئیں معدوم ہوئین
سامنے عفو کے جب میری خطائیں آئین

ہجرِ شاہِ رسل کے جو ہوا میں گریان
موتی برساتی ہوئی مجھپہ گھٹائیں آئین

نامِ احمد جو لیا وقتِ مناجاتِ جلیل
ہو کے مقبول مرے لب پہ دعائیں آئین

ردیفِ واو

اے مرے شاہِ باصفا نورِ خدا تمھیں تو ہو
حسنِ ازل ہے آئنہ جلوہ نما تمھیں تو ہو

شانِ جمالِ کبریا تاجِ وقارِ انبیا — کہتے ہین جنکو مصطفٰے صلِّ علیٰ تمھین تو ہو

روحِ روان ہے تم سوا حورِ جنان ہے تم سوا — دونون جہان ہے تم سوا بعدِ خدا تمھین تو ہو

تم ہو خدا کو دیکھتے خلق ہے تمکو دیکھتی — قبلۂ جان تمھین تو ہو قبلہ نما تمھین تو ہو

آتشِ عشق ہے ہم مشتعل سوزِ درون ہے متصل — کس سے کہون ہین حالِ دل دل کی دوا تمھین تو ہو

غم سے تپان ہمین تو ہین سوختہ جان ہمین تو ہین — تشنہ دہان ہمین تو ہین آبِ بقا تمھین تو ہو

احمدِ پاک جب کہا دل کو قرار آگیا — نام مین جسکے ہے شفا نامِ خدا تمھین تو ہو

دی جو خدا سے آگہی مٹ گئی سبکی گمرہی — خضر بھی کہتے ہین یہی راہنما تمھین تو ہو

منہ سے کچھ اتنا بولدو قند لبونسے گھولدو — عقدہ مرا ابھی کھولدو عقدہ کشا تمھین تو ہو

دونون جہان مین رات دن پھیلی ہے کسکی روشنی — پردے مین مہر و ماہ کے جلوہ نما تمھین تو ہو

دستِ کرم ہے خلق پہ لطفِ خدا پہ ہے نظر
سب مین ملے تمھین تو ہو سب سے جدا تمھین تو ہو

حشر مین ایک شور اُٹھا جب یہ جلیل نے کہا

اے مرے شاہِ باصفا نورِ خدا تمھین تو ہو

ہے یہ امید رسولِ دوسرا سے مجھ کو
بخشوا لینگے قیامت مین خدا سے مجھ کو

یادِ گیسو سے بہل جائیگا دل تربت مین
چھوڑے جاتے ہین اندھیرے مین بلا سے مجھ کو

ہجر سے جان نکلجانے مین کیا باقی تھا
آپ نے آکے چھڑایا ہے قضا سے مجھ کو

لے اُڑے ہند سے طیبہ کو مجھے مثلِ غبار
ہے یہ امید مدینے کی ہوا سے مجھ کو

جانتے ہین کہ یہ ہے میری محبت کا فقیر
دیکھتے جاتے ہین شاہانہ ادا سے مجھ کو

اور ہی جلوہ سمایا ہے مری آنکھون مین
کیون بلاتے ہین حسین ناز و ادا سے مجھ کو

مین بھی اک طالبِ دیدار ہون موسیٰ کیطرح — ہان لٹا دو نگہِ ہوش ربا سے مجھ کو

چھا گلین پھوڑ لدین چھا لونکی مین کانٹون کیلیے — کہ زبان خشک دکھاتے ہین یہ پیاسے مجھ کو

آپ ہی کہدین مرا حال خدا کے آگے — بات کرنیکی نہین تاب حیا سے مجھ کو

اس ہوا خواہ کو سرکار بلائین تو سہی — پائینگے چار قدم آگے ہوا سے مجھ کو

التجا دل کی یہ ہے مین ہون تمھارا مجرم — باندھ لو بہرِ خدا زلفِ دوتا سے مجھ کو

تابشِ مہرِ قیامت سے بچالیگا مجھے — ہے یقین آپکے دامانِ قبا سے مجھ کو

نعت گوئی مین مری کیون نہو تاثیر جلیل

فیض ہے امین امیر الشعرا سے مجھ کو

آنکھ اس شہِ خوبان کی لگا لیگئی دلکو — اک شوخ پری تھی کہ اڑا لیگئی دل کو

نامہ جو لکھا مین نے کہ لیجائے مدینے — نامے کی جگہ بادِ صبا لیگئی دل کو

جس کاکلِ شبکین سے ہے وابستہ دوعالم — وہ کاکلِ محبوبِ خدا لے گئی دل کو

ہے جان کو یہ شک کہ مین رہ گئی پیچھے — اُن کی نگہِ ہوش رُبا لیگئی دل کو

ڈھونڈون اُسے جنت مین کہ سدرہ مین الٰہی — کس سمت مدینے کی ہوا لیگئی دل کو

شاہون کیلیے فخر ہے جس شہ کی غلامی — اُس شاہ کی شاہانہ ادا لیگئی دل کو

روضے پہ نیا پھول چڑھانا تھا جو منظور — طیبہ کی ہوا آکے اُڑا لیگئی دل کو

اے کاش کرے بیکسِ سرورِ عالم — وہ زلف جو مٹھی مین دبا لیگئی دل کو

اشکون مین بہتا دل کا کہان اےغمِ ہجران — اک سیلِ رواں تھی کہ بہا لیگئی دل کو

حوروں نے جلیل آپ کو دیکھا تو یہ بولیں

وہ آنکھ وہ چتون وہ حیا لیگئی دل کو

ردیف ہائے ہوز

واہ کیا حسن ہے کیا شان ہے اللہ اللہ
دل تو کیا جان بھی قربان ہے اللہ اللہ

دیکھیے دیکھیے ماہِ مدنی کا جلوہ
شان کے ساتھ عجب آن ہے اللہ اللہ

فرش سے عرش تک اک نور کا عالم دیکھا
وصلِ محبوب کا سامان ہے اللہ اللہ

آج کیا ذکر فرشتوں کا کہ اللہ کو بھی
دیکھنے کا ترے ارمان ہے اللہ اللہ

دونوں عالم میں بچھا خوانِ کرم ہے جسکا
آج وہ عرش پہ مہمان ہے اللہ اللہ

فرق پر جسکے ہوا تاجِ شفاعت موزون
دیکھنا یہ وہی سلطان ہے اللہ اللہ

جسیہ جن و ملک حور و پری صدقے ہیں مصطفٰے نام وہ انسان ہے اللہ اللہ

دیکھکر حسن ترا آنکھ ہر اک اختر کی صورت آئینہ حیران ہے اللہ اللہ

جلوۂ پاک کبھی خواب مین دیکھا تھا جلیل

جب سے لب پر مرے ہر آن ہے اللہ اللہ

ردیفِ یاے تحتانی

ہم ایا آپکا پاتے تو آتے اپنی آنکھوں سے گہر شکوں کے رضے پر چڑھاتے اپنی آنکھوں سے

زیارت کی تمنا مین خیالِ رنج و راحت کیا کڑی جو راہ مین ٹوٹی اُٹھاتے اپنی آنکھوں سے

نظر آتا کوئی تنکا اگر یثرب کی گلیوں مین اُٹھاتے اپنی پلکوں سے لگاتے اپنی آنکھوں سے

جلا کر شمع سان دل کو مزہ لیتے محبت کا کھڑے روضے پہ ہم آنسو بہاتے اپنی آنکھوں سے

در و دیوار کے انوار نظر میں سما جاتے ۔۔۔ وہ نقشہ اپنے دل پر کھینچ لاتے اپنی آنکھوں سے

خدا کرتا کبھی حضرت سے آنکھیں چار ہو جاتیں ۔۔۔ ہم اپنا دردِ دل سب کہہ سناتے اپنی آنکھوں سے

کہاں تھیں ایسی آنکھیں جنکا سر خاکِ در ہوتی ۔۔۔ تبرکِ جان کر اسکو لگاتے اپنی آنکھوں سے

یہ سنتے ہیں کہ آنسو موتیوں میں تولے جائینگے ۔۔۔ مزہ ہوتا جو ہم دریا بہاتے اپنی آنکھوں سے

تصور گر اٹھاتا بھی تو رو کر پھر جما لیتے ۔۔۔ ہم اپنے پیارے روٹھے کو مناتے اپنی آنکھوں سے

سنا ہے خاک پہ جب لوٹ جاتا گوشۂ دامن ۔۔۔ فرشتے دوڑ کر اسکو اٹھاتے اپنی آنکھوں سے

وہ آتے خواب میں تو پتلیاں قدموں سے مل لیتے ۔۔۔ ہم اپنی سوتی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے

بلا سے ہوش جاتے دیکھ تو لیتی نگہ ان کی ۔۔۔ ہمیں وہ کاش دیوانہ بناتے اپنی آنکھوں سے

نگاہِ لطف ہی کافی تھی بیمارِ محبت کو ۔۔۔ نہ سنتے حال لیکن دیکھ جاتے اپنی آنکھوں سے

جلیل اشتیاقِ مست جوش پر آتے تو کیا کہنا

ہم اپنی بگڑی حالت کو بناتے اپنی آنکھوں سے

ہائے پھر آج مدینے کی فضا یاد آئی — حالت ایسی ہوئی دل کی کہ قضا یاد آئی

خلد کو دیکھ کے دل ٹوٹ گیا سینے میں — وہ تجلی گہِ محبوبِ خدا یاد آئی

سُن کے بیمار دیا مژدۂ دیدار مجھے — دردِ دل کی مرے عیسیٰ کو دوا یاد آئی

بھول بیٹھا میں دو عالم کو ہوا یہ عالم — جب تمہاری نگہِ ہوش ربا یاد آئی

ہچکیاں نزع میں یارب مجھے کیوں آنے لگیں — میرے سرکار کو اس دم مری کیا یاد آئی

نفسِ سرد کے جھونکے جو غمِ شہ میں چلے — ٹھنڈی ٹھنڈی وہ مدینے کی ہوا یاد آئی

جان لیتی تھی درازی شبِ تنہائی کی — رات کیا کیا مجھے وہ زلفِ دوتا یاد آئی

ایسے بھولے کہ بلایا نہ ابھی تک مجھکو   ہائے اُن کو مری حالت نہ ذرا یاد آئی

پھر بہار آئی ہوئے زخم مرے دل کے ہرے   پھر مجھے گنبدِ خضرا کی فضا یاد آئی

پھر وہ ماہِ مدنی پھرنے لگا آنکھوں میں   پھر وہ انداز وہ چتون وہ ادا یاد آئی

پھر ہوا حسرت و ارمان و تمنا کا ہجوم   پھر وہ بھولی ہوئی بزمِ رفقا یاد آئی

آنکھ بھر آئی جہاں سامنے پانی آیا   پیاس میں حالتِ شاہِ شہدا یاد آئی

کیوں تڑپنے لگے آوازِ اذاں سُنکے جلیل
کونسی بات تمھیں مردِ خدا یاد آئی

مے عشق محمد کی مرے دل میں بھری ہے   اُتری ہوئی اِس شیشۂ نازک میں پری ہے

میں یادِ مین خسار کی آہیں نہیں کرتا   ڈالی لئے پھولوں کی نسیمِ سحری ہے

پیری میں بھی ہے دل کی تمنا وہی باقی   ٹوٹی ہوئی ہے شاخ مگر اب بھی ہری ہے

کیا حسرتِ دیدار کھوں جیسے دوران   آنکھوں میں دم اٹکا ہے دمِ چارہ گری ہے

معراج مین تھی جو دمِ دیدارِ الٰہی — ابتک وہی مستی تری آنکھوں مین بھری ہے

دُنیا کی نہ خواہش ہے نہ عقبیٰ کی تمنّا — وہ اور ہَوَا ہے جو مرے سر مین بھری ہے

سختی ہی بہت ہجر مین بیخود مجھے کر دے — اب وقت خبر لینے کا اے بیخبری ہے

نام آپکا لے لیکے جو کرتا ہون مین نالے — عالم کو تماشا تری شوریدہ سری ہے

کیا ہوشربا ہی ترے روضے کا نظارہ — بے پردہ و در پردہ وہی جلوہ گری ہے

قربان ہوئی جاتی ہے احمدؐ پہ خدائی — اے حُسنِ ازل سب یہ تری جلوہ گری ہے

کہتے ہین شہِ دین کہ خبر لون تری کیونکر
تجکو تو جلیل آٹھ پہر بے خبری ہے

سوزِ دل کی مجھے ملجائے دوا تھوڑی سی — یا نبیؐ دیجئے دامن کی ہوا تھوڑی سی

حال ستون کا ترے دیکھ کے رشک آتا ہے
اس طرف بھی نگہ ہوشربا تھوڑی سی

کیوں کوئی دولتِ دارین خدا سے مانگے
دل میں ہو الفتِ محبوبِ خدا تھوڑی سی

جان بلب ہو کے چلا ہوں میں زیارت کیلئے
دے مری عمر کو اللہ وفا تھوڑی سی

جان سے بڑھکے مجھے داغ محبت ہے عزیز
کاش اس پھول میں ہو بوئے وفا تھوڑی سی

بوئے محبوب جو پاؤں تو میں جی جاؤں ابھی
تو ہی تکلیف کرے اے بادِ صبا تھوڑی سی

لوٹنے کی قدمِ پاک پہ حسرت ہی رہی
دو اجازت مجھے اب بہرِ خدا تھوڑی سی

در بدر پھر کے میں آیا ہوں درِ اقدس پہ
بیٹھ رہنے کو مجھے چاہیے جا تھوڑی سی

مانگتا ہے کوئی دنیا کوئی عقبےٰ تم سے
عرض میری بھی ہے شاہِ دوسرا تھوڑی سی

زائرو جلوہ گہ پاک ہے مقبول جگہ
مانگ لینا مرے حق میں بھی دعا تھوڑی سی

مین تمھین دیکھکے تڑپا جو بھری محفل مین
ہے خطا دلکی سوا میری خطا تھوڑی سی

پاکے مین ساقیِ کوثر کو یہ کرتا ہون سوال
اے عطا پاش ادھر بھی ہو عطا تھوڑی سی

حضرت آئے ہین دمِ نزع زیارت کرلون
کاش اس دم مجھے مہلت دے قضا تھوڑی سی

مجکو آئینہ خاطر کی جلا کرنا ہے
یا نبی چاہیے خاکِ کفِ پا تھوڑی سی

لے لیا ہمنے صلے مین چمنِ خلد جلیل
کر کے موزون شہِ والا کی ثنا تھوڑی سی

مجھے دردِ دلکی دوا چاہیے
غبارِ رہِ مصطفےٰ چاہیے

مدینے تک آئے ہین مر مر کے ہم
پئے قبر تھوڑی سی جا چاہیے

یہ کہتی ہین آنکھین کہ دیدار کو
جمالِ حبیبِ خدا چاہیے

محبت نے جو کچھ کیا دل کے ساتھ　　مزے کا ہے قصہ سُنا چاہیے

جسے چاہتے تھے اُسے پا گئے　　اب اسکے سوا اور کیا چاہیے

مدینے پہونچنا ہے دشوار کیا　　دلِ زار فضلِ خدا چاہیے

سفر مین تو جب ہے رہے ساتھ ساتھ　　کہ ہون نا بلد رہنما چاہیے

یہ پاکِ تصور سلامت رہے　　نہ قاصد نہ بادِ صبا چاہیے

صبا کیا کھلائیگی دل کی کلی　　تمھاری گلی کی ہوا چاہیے

طبیبون سے مین کیا کہون دردِ دل　　مجھے کوئی درد آشنا چاہیے

ہوبین نعمتِ دو جہان کی نہین　　مجھے خواجۂ دوسرا چاہیے

مزے سے کوئی در د خالی نہین　　مگر اپنے دل مین مزا چاہیے

پابوس کی آرزو کہ دل میں ترا نقشِ پا چاہیے

بُلا لینگے حضرت تمھیں بھی جلیل

مگر صدقِ دل سے دعا چاہیے

خواب ہی میں ہو کسی دن جلوہ گر یا مصطفٰے ڈھونڈتی ہے تمکو آنکھوں میں نظر یا مصطفٰے

مسکرا کر دیکھ لو گر اک نظر یا مصطفٰے پھول ہو جائیں مرے زخمِ جگر یا مصطفٰے

دردمندوں پر ہو کچھ ایسی نظر یا مصطفٰے درد خود ہو جائے اپنا چارہ گر یا مصطفٰے

نام لیوا آپکا ہوں اور کچھ آتا نہیں رات دن یا مصطفٰے شام و سحر یا مصطفٰے

گر نگاہِ خلق سے پردہ تمھیں منظور ہے میری آنکھوں میں رہو مثلِ نظر یا مصطفٰے

ہو نمایاں کسی دن آپکا حُسنِ ملیح چاہتا ہوں لذتِ زخمِ جگر یا مصطفٰے

اک خلوت گاہ ہے اور اک تجلی گاہ ہے
دیدۂ و دل آپکے دونون مین گھر یا مصطفےٰ

چشمِ تر لیکر چلے ہین ہم زیارت کیلئے
اس سے پتھر کینگے تمہاری رہگزر یا مصطفےٰ

آپکی فرقت مین دو ٹکڑے دلِ پُر داغ ہے
یہ نیا روشن ہوا شق القمر یا مصطفےٰ

اک ذرا گوشِ توجہ اپنے بسمل کیطرف
کہہ رہے ہین کچھ لبِ زخمِ جگر یا مصطفےٰ

زندگی اپنی جو یون گذرے تو پھر کیا بات ہے
ہم تو ہون بیمار تم ہو چارہ گر یا مصطفےٰ

شوق مین ہم یاد کرتے ہین تمھین کس طرح
یا نبیؐ یا شاہ یا خیر البشر یا مصطفےٰ

اور ہے وہ کون جو سردارِ جنت کا بنے
آپ ہین یا آپکے نورِ نظر یا مصطفےٰ

ڈھونڈ لینا تمکو محشر مین کوئی مشکل نہین
تم جدھر ہو گے خدا ہو گا اُدھر یا مصطفےٰ

کون ہے جو آپکے جلوے کا دیوانہ نہین
رات دن حکم مین ہین شمس و قمر یا مصطفےٰ

اور تو کوئی نہیں ہے میرے رونیکا علاج	پائے اقدس سے ملوں میں چشمِ تر یا مصطفےٰ

خواب میں دیکھا ہی جب سے بڑھ گیا ہی شوقِ دید	نکلی پڑتی ہی آنکھوں سے نظیر یا مصطفےٰ

میرے دل میں جب سے ہے آپکو تصوّر آپکا	پھر اُٹھا تعظیم کو دردِ جگر یا مصطفےٰ

کہہ گئی کیا زیرِ لب تیغِ تبسّم آپ کی	مسکرائے کیوں مرے زخمِ جگر یا مصطفےٰ

دردِ دل کا کوئی کیوں پوچھے مسیحا سے علاج	وہ بھی کہتے ہیں کہ تم ہو چارہ گر یا مصطفےٰ

اِس جلیلِ خستہ جان کا خاتمہ بالخیر ہو

دم نکلجائے تمھارے نام پر یا مصطفےٰ

الٰہی عشق دے اُسکا مدینے کا جو سلطان ہے	محمدؐ نام ہی تاجِ رسل ہی شاہِ خوبان ہے

محمدؐ قبلۂ ہر دو جہان ہے کعبۂ جان ہے	انیسِ بیکسان ہی چارہ سازِ دردمندان ہے

زہے تقدیر امت کی کہ وہ پیارا نبیؐ پایا — یتیموں کا جو وارث ہے جو ملجائے غریباں ہے

حوادث لاکھ ہوں کیا خوف مشتاقانِ شیدا کو — نبیؐ کا جو فدائی ہے خدا اسکا نگہباں ہے

عجب تاثیر ہے صلِّ علیٰ نامِ محمدؐ میں — غذائے روحِ انساں ہے دوائے دردِ عصیاں ہے

خیالِ مصطفیٰؐ کو لیکے میں جاتا ہوں محشر میں — نہ طاعت ہے نہ تقویٰ ہے یہی بخشش کا ساماں ہے

سواری دیکھکر شہؐ کی یہ کہتے تھے فرشتے بھی — یہی فخرِ دو عالم ہے یہی محبوبِ یزداں ہے

مرا کیا منہ ہے جو دعویٰ کروں اُنکی محبت کا — خدا جسکا ثنا خواں ہے خدائی جسپہ قرباں ہے

وہ خاصانِ خدا جنکو ملا رتبہ رسالت کا — سب اخوانِ محمدؐ ہیں محمدؐ فخرِ اخواں ہے

زیارت کی تمنا ہے جو تم چاہو تو پوری ہو — مجھے مشکل سے مشکل ہے تمھیں آسان سے آساں ہے

بھٹک سکتا نہیں کوئی تمھاری پیروی کرکے — کہ جو نقشِ قدم ہے وہ چراغِ راہِ ایماں ہے

بحقِ احمدؐ و آلِ محمدؐ بخشدے اِس کو

جلیلِ خستہ یا رب مغفرت کا تجھ سے خواہاں ہے

تمھارے ہاتھ میں شیشہ ہے مے ہے جام بھی ہے
مری ہے عرض کہ حاضر یہ تشنہ کام بھی ہے

دو لے دار کی یا رب کمی نہیں مجھ کو
ترا کلام بھی ہے مصطفےٰ کا نام بھی ہے

پکارتے ہیں ملک میری نعت گوئی پر
کہ نور کی ہے زباں نور کا کلام بھی ہے

رسول سب ہیں مگر میں ہوں جس کا شیدائی
رسول بھی ہے رسولوں کا وہ امام بھی ہے

ہلالِ عید ہے کعبہ ہے ابروِ خمدار
عدو جو آئے تو شمشیر بے نیام بھی ہے

بہت سے پھول ہیں دامن میں نذرِ تربت کو
درود بھی ہے عقیدت بھی ہے سلام بھی ہے

ہر اک صفت کی ہے تکمیل عہدِ طفلی سے
خدا کی شان مہِ نو مہِ تمام بھی ہے

بیاضِ دیدۂ قدسی ہے صبح طیبہ کی
تو چشمِ حور کی پتلی یہان کی شام بھی ہے

مزارِ پاک کے پروانے کچھ بشر ہی نہین
کہ صبح و شام فرشتون کا ازدحام بھی ہے

یہ ہے کمالِ معیت کہ فرش سے تا عرش
خدا کا نام جہان ہے نبیؐ کا نام بھی ہے

جلیل سے شہِ کونینؐ خوب واقف ہین
کہ امتی بھی ہے شیدا بھی ہے غلام بھی ہے

مشامِ جان مین جو پہونچی ہے بو مدینے کی
تو رنگ لائی ہے کیا آرزو مدینے کی

شمیمِ نافۂ زلفِ نبیؐ کی شرکت سے
دلون کو وجد مین لاتی ہے بو مدینے کی

ہزار بار مدینے کا مین نظارہ کرون
نجائے دل سے مگر آرزو مدینے کی

جو راہ مین کسی بیمار کو غش آتا ہے
تو آکے ہوش مین لاتی ہے بو مدینے کی

ہوس بہشت کی طیبہ کے رہتے ہوتے کیا ہوگی — کہ خود بہشت کو ہے آرزو مدینے کی

خدا رسول کی اُلفت کا مقتضیٰ یہ ہے — طلب حرم کی رہے جستجو مدینے کی

بہت سُنا چکے افسانے طورِ سینا کے — بس اب کلیم کرو گفتگو مدینے کی

یہ اپنا ذوق ہے زاہد یہ اپنی فطرت ہے — تجھے جنان کی مجھے آرزو مدینے کی

رہِ طلب میں جو تھک جائیں پائے شوق مرے — تو ہوش اُڑ کے کریں جستجو مدینے کی

جلیل حکمِ ادب ہے یہ شاعروں کیلئے

لکھے نہ مدح کوئی بے وضو مدینے کی

چاہتا ہوں درِ محبوب پہ ہو جا میری — پوری ہو جائے الٰہی یہ تمنا میری

سُن کے بیمارِ غمِ عشقِ رسولِ عربی — روز آتے ہیں عیادت کو مسیحا میری

عرض کرنیکی نہ طاقت ہے نہ حاجت شاہا — جانتے آپ ہیں جو کچھ ہے تمنا میری

طور پر تمنے جو دیکھا وہ رُخِ احمدؐ ہیں — دیکھتی ہے نظر اے حضرتِ موسیٰؑ میری

میں سوئے گنبدِ خضرا جو نظر کرتا ہوں — آنکھ پڑتی ہے سرِ عرشِ معلّیٰ میری

ہجر میں گریہ ہے- فریاد ہے بیتابی ہے — دیکھتے کاش یہ حالت شہِ بطحاؐ میری

بارگاہِ نبوی میں جو گزر ہو تیرا — اے صبا بات کوئی بھول نہ جانا میری

خارِ صحرائے مدینہ کی جنوں میں ہے تلاش — چاہتی ہے وہی نشتر رگِ سودا میری

لبِ جاں بخش سے امداد نہ چاہوں کیونکر — جان لیتی ہے تری نرگسِ شہلا میری

رہ کے طیبہ میں بھی طیبہ کی طلب باقی ہے — پیاس بجھتی نہیں یا رب لبِ دریا میری

میں جو مداحِ نبیؐ ہوں تو فرشتوں میں جلیل — قدر ہے دھوم ہے تعریف ہے کیا کیا میری

باغِ طیبہ سے جو بادِ سحری آتی ہے دلِ دیوانہ یہ کہتا ہے پری آتی ہے

لیکے زائر جو مدینے کی خبر آتے ہیں مژدہ دینے کو مجھے بے خبری آتی ہے

دردِ مازاغ سے دیتا ہوں تسلّی دل کو یاد جب آنکھ وہ اعجاز بھری آتی ہے

کرم ساقیِ کوثر ہے کہ ہر روز یہاں اک صراحی مئے کوثر سے بھری آتی ہے

فیض پہونچا ہے چمن میں ترے دیوانوں سے کہ گلوں کو روشِ جامہ دری آتی ہے

شعلہ اُٹھتا ہے جو سینے سے غمِ حضرت میں لیکے پانی مری آنکھوں کی تری آتی ہے

شکر ہے فیض سے اس بحرِ رسالت کے جلیل

کشتِ امید نظر مجکو ہری آتی ہے

دیکھکر شہ کو پکارینگے قیامت والے سرطرف کھی نظر او تاجِ شفاعت والے

کیا غلاموں پہ عنایت ہے کہ محشر میں حضور
کہتے پھرتے ہیں کہاں ہیں مری امت والے

میں جو طیبہ کے تصور میں رہا کرتا ہوں
رشک کرتے ہیں مرے حال پہ جنت والے

آستاں بوسیٔ حضرت ہے میسر جنکو
سچ تو یہ ہے کہ وہی لوگ ہیں قسمت والے

اللہ اللہ یہ وہ بارگہِ عالی ہے
سر جھکاتے ہیں جہاں شوکت و حشمت والے

حشر میں دیکھ کے اُس قامتِ رعنا کی ادا
کیا قیامت نہ اُٹھائینگے قیامت والے

یا نبی اب تو ذرا جلوہ نمائی ہو جائے
دل کو تھامے ہوئے حاضر ہیں زیارت والے

سیر ہوتے ہیں نہ وہ ہوش میں آتے ہیں کبھی
بادۂ عشقِ محمد کے جو ہیں متوالے

جس طرح مہر سے روشن ہوں ستارے یونہی
فیض پاتے ہیں ترے در سے کرامت والے

ملگیا دامنِ محبوب کا سایہ اُن کو
سب سے اچھے رہے محشر میں محبت والے

نازاسپر ہے کہ ہین اُنکے غلامومنین جلیل

اہلِ تقویٰ ہین نہ ہم زہد وعبادت والے

کٹے عمرِ صلِّ علےٰ کہتے کہتے
اُٹھون حشر مین مصطفےٰ کہتے کہتے

محمدؐ کو پایا خدا کہتے کہتے
خدا ملگیا مصطفےٰ کہتے کہتے

بڑا کام نکلے اگر جان نکلے
زبان سے حبیبِ خدا کہتے کہتے

پیامِ تمنّا نہ پوچھو ہمارا
کہ تھک تھک گئی ہے صبا کہتے کہتے

وہ لذت بھرا تھا مدینے کا قصّہ
مجھے ہائے غش آگیا کہتے کہتے

سراپا زبانِ شمع سان بنگیا ہون
غمِ ہجر کا ماجرا کہتے کہتے

ہوئین مشکلین غیب یونکی آسان
محمدؐ کو مشکل کُشا کہتے کہتے

عجب حال ہوگا جو روضے پہ اُنکے   میں پہونچونگا روحی فداک کہتے کہتے

کچھ ایسا ہوا رعب وقتِ حضوری   زبان رُک گئی مدعا کہتے کہتے

ہوئے داخلِ خلد عشاق خود کو   غلام شہِ انبیا کہتے کہتے

جلیل آ گئے وجد مین سب فرشتے

ترے شعر پر مرحبا کہتے کہتے،

نہ منصب نہ دولت نہ زر چاہئیے   مجھے آپ کی اِک نظر چاہئیے

صبا اور کو دے نوید بہار   مجھے مصطفیٰ کی خبر چاہئیے

پری کی نہ حور و ملک کی طلب   بشر ہون مین خیر البشرؐ چاہئیے

زہے نشۂ جامِ عشقِ رسول   یہ مستی تو آٹھون پہر چاہئیے

درِ مصطفےٰ ہے ادب اے جبین — یہاں سجدہ کرنے کو سر چاہیے

نہاں کب ہیں آنکھوں سے شاہِ رسلؐ — مگر دیکھنے کو نظر چاہیے

ملے یا نہیں قصرِ جنت شہاؐ، — تمہاری نگاہوں میں گھر چاہیے

رہے مجھ کو قربِ محمدؐ نصیب — یہی وِردِ شام و سحر چاہیے

دو عالم ہے گلزار جس پھول سے — وہی پھول بادِ سحر چاہیے

رہیں نخلِ طیبہ کے سائے میں ہم — کوئی گل نہ کوئی ثمر چاہیے

دمِ نزع اک جلوہ بہرِ خدا — مسافر کو زادِ سفر چاہیے

یہ کہتی ہے میری جبینِ نیاز — مجھے آپ کا سنگِ در چاہیے

تصور رہے آلؓ و اصحابؓ کا — یہ گلدستہ پیشِ نظر چاہیے

مدینے مین کھینچون نہ کیون آہِ سرد　　چمن مین نسیمِ سحر چاہیئے

دعا مین اثر ہے مقرر جلیل

ہماری زبان مین اثر چاہیئے

احمدؐ پہ نظر جسنے اے صلِّ علیٰ ڈالی　　آئینۂ خاطر سے ہر شکل مٹا ڈالی

حق نے جو نظر تم پر محبوبِ خدا ڈالی　　صورت یہ ہوا شیدا اُلفت کی بنا ڈالی

اب گردِ رہِ طیبہ اُڑتی نظر آئے کیا　　سُرمے کی طرح سب نے آنکھون مین لگا ڈالی

حقا وہ حبیبِ حق تو ہے کہ تری خاطر　　خلاقِ دو عالم نے عالم کی بنا ڈالی

یثرب کے چمن کی تھی اک موجِ ہوا جسنے　　سب آگ مرے دلکی دم بھر مین بجھا ڈالی

معراج کی شب رضوان کرے نذر کا کچھ سامان　　آتے ہین شہِ خوبان پھولون کی لگا ڈالی

مازاغ کا سرمہ تھا زیبا اُنھین آنکھون کو　　جن آنکھون مین قدرت نے بنیادِ حیا ڈالی

مرقد جو بنا شہ کا سب حور و ملائک نے
جنت کے چڑھائے گل رحمت کی ڈالی

دیدار نبی سے ہم کرتے ہیں علاج اپنا
سوزش جو ہوئی دل میں آنکھوں میں دوا ڈالی

ممنون صبا ہوں میں سب خاک مری جس نے
لیجا کے مدینے میں اکسیر بنا ڈالی

وصف قد حضرت سے ہے فکر بلند ایسی
مصرع جو ہوا موزوں طوبیٰ کی بنا ڈالی

قدرت کے مرقع میں کیا کیا تھے حسیں لیکن
کھینچی جو تری صورت ہر شکل مٹا ڈالی

میرا خط عصیاں ہے اب اک ورق سادہ
حرفوں کی سیاہی سب رو رو کے مٹا ڈالی

وہ سوختہ جاں ہوں میں سوز تپ ہجراں سے
بجلی جو ادھر آئی آہوں سے جلا ڈالی

پلکوں سے بلائیں بھی میں نے تو نہیں لی تھیں
کیوں دل میں گرہ تو نے اے زلف دوتا ڈالی

امت کے گناہوں کا پردہ وہ رہی بنکر
جب دوش مبارک پر حضرت نے ردا ڈالی

پھر کیوں نہ خدا ملتا پھر کیوں نہ نبی ملتے جب اپنی خودی ہم نے اُلفت میں مٹا ڈالی

نظروں میں حبیبِ جلیل اپنی تھے عرش کے سب جلوے

اُس روضۂ انور پر جب آنکھ ذرا ڈالی ؎

جہاں اک بار ذکرِ احمدِؐ مختار ہوتا ہے وہاں برسوں نزولِ رحمتِ غفّار ہوتا ہے

مسیحا کی طلب کیوں ہو مریضانِ محبّت کو مسیحا سے تو بڑھ کر آپ کا بیمار ہوتا ہے

جو کر دیتی ہے بیخود یادِ اُس مستانہ چتون کی تو مجھکو آپ میں آنا بہت دشوار ہوتا ہے

نہیں ہو قوت کچھ چشمِ عنایت اہلِ طاعت پر کہ ہر عاصی پہ لطفِ سیّدِ ابرار ہوتا ہے

سفینہ امتِ عاصی کا ہر کب سے تباہی میں جو چاہیں آپ تو دم بھر میں بیڑا پار ہوتا ہے

وہی ہوتا ہی مقبولِ الٰہی دین دنیا میں جو منظورِ نگاہِ احمدِؐ مختار ہوتا ہے

مدینے کا نہ چھیڑو ذکر محبوب کے آگے
جگر ہوتا ہے شق۔ اک تیر دل کے پار ہوتا ہے

بہارِ باغِ طیبہ کی جو کرتا ہے ثنا کوئی
تو اڑ جانے کو مرغِ دل مرا تیار ہوتا ہے

ہمارے آنسوؤں کا سلسلہ عشقِ محمد میں
یہ سنتے ہیں کہ حوروں کے گلے کا ہار ہوتا ہے

خدا رکھے سلامت اے خیالِ مصطفےٰ تجکو
تجھی سے کچھ سکونِ خاطرِ بیمار ہوتا ہے

جو انکو دیکھتا ہے عمر بھر رہتا ہے متوالا
اثر میں بڑھ کے مے سے شربتِ دیدار ہوتا ہے

وہ سارا چشمۂ کوثر بھی پی جائے تو کیا حاصل
بھلا کب سیر اُن کا تشنۂ دیدار ہوتا ہے

دمِ فکرِ سخن فیضِ خیالِ روئے حضرت سے
نکلتا ہے جو مطلع مطلعِ انوار ہوتا ہے

یہ کیا ممکن کہ اس سے فرض کوئی ترک ہو جائے
محمد کا جو دیوانہ ہے وہ ہشیار ہوتا ہے

دعا کرتا ہے وہ اپنی درود و ذکرِ حضرت سے
گنہ کا روگ عصیاں کا جسے آزار ہوتا ہے

جبریل آنا یہاں لازم ہے سر جان سے دل سے

کہ دربارِ نبیؐ اللہ کا دربار ہوتا ہے

ترجیع بند شبِ معراج

اللہ اللہ عجب انوار ہیں معراج کی رات
نور افشاں در و دیوار ہیں معراج کی رات

وصلِ محبوب کے آثار ہیں معراج کی رات
کھلنے کو پردۂ اسرار ہیں معراج کی رات

جلوے رحمت کے نمودار ہیں معراج کی رات
ٹک اِس طرح گہر بار ہیں معراج کی رات

مرحبا سیدِ مکّی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مرحبا آج قدم رنجہ وہ فرماتے ہین　　خالقِ پاک کے محبوب جو کہلاتے ہین

قدسیون کا ہے وہ عالم کہ بچھے جاتے ہین　　دلِ بیتاب کو قابو مین نہین پاتے ہین

آمدِ شاہ کے چرچے انھین ترپاتے ہین　　ایک سے ایک یہ کہتا ہے حضور آتے ہین

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نظر آتی ہے نئی چرخِ کہن کی صورت　　خلد آراستہ ہے آج دلھن کی صورت

غنچے غنچے مین چمک ہے عدن کی صورت　　قابلِ سیر ہے اب سرو و سمن کی صورت

دلِ مشتاق شگفتہ ہے چمن کی صورت　　کہتے ہین دیکھ کے شاہ زمن کی صورت

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حوریں کہتی ہیں ہم اس حسن پہ قربان ہونگے
جامہ زیبی پہ تری چاک گریبان ہونگے

جتنے جلوے ہیں نہاں آج نمایاں ہونگے
صدقے ہر جلوے پہ دیدار کے ارمان ہونگے

خوب نظارہ رخسارہ تابان ہونگے
دیکھنے والے یہ کہہ کہہ کے ثناخوان ہونگے

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جبرئیل آئے ہیں لینے کو یہ رتبا دیکھو
عرش سے آگے ہی جانا یہ ارادا دیکھو

سر اقدس پہ ہو کیا بانکا عماما دیکھو
حق نما آنکھ میں مازاغ کا سرما دیکھو

آؤ اس حسن مجسم کا تماشا دیکھو
بڑھ کے مطلع یہ پڑھو جب رخ زیبا دیکھو

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اِس سواری کی عجب شان ہے اے اصلِ علی
دہنے بائیں نظر آتا ہے فرشتوں کا پرا

تاروں میں چاند سے روشن ہیں جنابِ والا
شمعِ ایوانِ دنی اخترِ برجِ طٰہٰ

شہسوارِ مدنی صدر نشینِ بطحا
اے بقربانِ تو صد جان و دل و دیدہ ما

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ہائے وہ چہرے پہ گیسوے دوتا کا عالم
لیلۃ القدر میں وہ نور ضیا کا عالم

ہو گیا گرد یہاں بدر سما کا عالم
چھا گیا مشعلوں پر نورِ خدا کا عالم

آج پوچھو نہ فدایانِ ادا کا عالم
کہتے ہیں دیکھ کے شاہِ دوسرا کا عالم

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھو دیکھو طلبِ خاص کا منشا ہیں یہی
آنکھیں روشن کرو ماہِ شبِ اسرا ہیں یہی

محرمِ راز ہیں سرِّ فاوحیٰ ہیں یہی
حسن افروزِ جمالِ فتدلّٰی ہیں یہی

دردمندانِ محبت کے مسیحا ہیں یہی
اس تمنا کیلئے سچ پوچھو تو زیبا ہیں یہی

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یہی بیمار کو دارِ شفا دیتے ہیں
یہی بگڑی ہوئی باتوں کو بنا دیتے ہیں

راہ بھولے ہوؤں کو راہ بتا دیتے ہیں　　یہی اللہ سے بندوں کو ملا دیتے ہیں

اپنے رخسار سے پردہ جو اٹھا دیتے ہیں　　گرد پھر پھر کے یہ عشاق صدا دیتے ہیں

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھکر مسجد اقصیٰ کو جو سرکار بڑھے　　پیشوائی کیلئے چرخ کے حضار بڑھے

انبیا تھے جو وہاں طالبِ دیدار بڑھے　　کیا نبی کیا ملک و حور سب اک بار بڑھے

سب یہ ملتے ہوئے اور احمد مختار بڑھے　　اس طرح کہتے زیارت کے طلبگار بڑھے

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کوئی کہتا تھا کہ اس شانِ طلب کے صدقے
کوئی کہتا تھا کہ اس نام و لقب کے صدقے

ہے شبِ قدر بھی معراج کی شب کے صدقے
بزمِ عشرت کے فدا جشنِ طرب کے صدقے

جان و دل مہرِ عجم ماہِ عرب کے صدقے
ہر قدم پر ہے حیا حسنِ ادب کے صدقے

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آسمانوں سے گزر کردہ امامِ جبرئیلؑ
پہونچے سدرہ کو جو ہے خاص مقامِ جبرئیلؑ

بھر دیا بادۂ مقصود سے جامِ جبرئیلؑ
آپ کے نور سے روشن ہوا نامِ جبرئیلؑ

واں سے آگے جو بڑھے لیکے سلامِ جبرئیلؑ
تھا ہی شاہؐ سے اُسوقت کلامِ جبرئیلؑ

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپ تنہا ہوئے راہی سوئے عرشِ اعظم — عرش نے فخر کیا چوم کے حضرت کے قدم

اُس جگہ ہوتے تھے مفہوم یہ مضمون بہم — آ قریب آ کہ بہت دیر سے مشتاق ہیں ہم

تیرے لینے کو ہے کھولے ہوئے آغوش کرم — دیکھ کہتے ہیں تری شان میں کیا لوح و قلم

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دلِ و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آ قریب آ کہ کریں موردِ رحمت تجکو — آ قریب آ کہ ملے قُرب کا خلعت تجکو

آج دکھلائینگے ہم جلوۂ وحدت تجکو — آج پہنائینگے ہم تاجِ شفاعت تجکو

دیکھ لائی ہے کہاں تیری محبت تجکو — عرشِ اعظم بھی یہ دیتا ہے بشارت تجکو

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

واہ رے قرب کہاں سیدِ والا پہونچے
تا بہ خلوت کدۂ سرِ فاوحیٰ پہونچے

قابَ قوسین تو کیا تا حدِ ادنیٰ پہونچے
جس جگہ کوئی نہ پہونچا تھا وہاں جا پہونچے

سایہ بھی دے نہ سکا ساتھ وہ تنہا پہونچے
بولے قدسی کہ مبارک ہو تمہیں آ پہونچے

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یہ وہ جا ہے کہ رسائی سے گماں قاصر ہے
فہم عاجز ہے یہاں عقل لشترفا ہے

وہی منظور ہے اسوقت وہی ناظر ہے
وہی شاہد وہی مشہود عجب یہ سر ہے

کوئی اس رازِ نہانی سے کہاں ہا محرم — خوب تھا سعدی سے گُہر زیرِ لبِ شاعر ہے

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اب یہ ہے عرضِ حضورِ شہِ والا القاب — ہے جلیل آپکی فرقت میں نہایت بیتاب

ہند کی خاک پہ مہجور کی مٹی ہی خراب — شربتِ وصل سے کر دیجیے اُسکو سیراب

حشر میں خاص ہو اُسپر نگہِ لطفِ جناب — شعر قدسی کا وہ پڑھتا چلے ہمراہِ رکاب

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

رباعیات شبِ معراج

لو جلوہ نما آج ہے معراج کی رات　　سب راتوں کی سرتاج ہے معراج کی رات

ہے پھیلی ہوئی نورِ خدا کی تنویر　　کب چاند کی محتاج ہے معراج کی رات

دیگر

جو دل ہے وہ مسرور ہے معراج کی رات　　جو آنکھ ہے پُرنور ہے معراج کی رات

اس رات کی کیا بات ہے اے صلِ علیٰ　　زلفِ سیہ حور ہے معراج کی رات

دیگر

وہ جلوہ نمودار ہے معراج کی رات　　جو بخت ہے بیدار ہے معراج کی رات

دیکھے تو کوئی زلفِ نبی کا عالم　　اس زلف کا ہر تار ہے معراج کی رات

دیگر

اِس رات کی تصویر ہے ہر پتلی مین	کیا بات ہی کرے جو یہ گھر پتلی مین
تاریکیِ شب مین ہے تجلّی ایسی	جس طرح کہ ہو نورِ نظر پتلی مین

دیگر

لینے کو ملک تا درِ اقدس آئے	کعبے سے چلے بیتِ مقدّس آئے
وان سے گئے تا عرش مگر صورتِ برق	بستر تھا ابھی گرم کہ واپس آئے

دیگر

اکدم مین کہان سے وہ کہان تک پہونچے	پہونچا نہ جہان کوئی وہان تک پہونچے
یہ سیر کے معنی ہین کہ مانندِ خیال	نکلے جو مکان سے لامکان تک پہونچے

دیگر

حضرت کے اگر کچھ بھی اشارے ہو جائیں
اچھے ابھی سب درد کے مارے ہو جائیں
صدقہ شبِ معراج کا اے ماہِ کمال
روشن مرے تاریک ستارے ہو جائیں

دیگر

سرمایۂ تنویر ہے معراج کی رات
سر دفترِ توقیر ہے معراج کی رات
والشمس ہے وصفِ رخِ زیبائے رسولؐ
واللیل کی تفسیر ہے معراج کی رات

رباعیات نعتیہ

امت کو محمدؐ سا شہنشاہ ملا　　گم راہِ طلب تھی خضرِ راہ ملا
اور اس سے سوا کیا ہی جو ملتا ہمکو　　اللہ کے محبوبؐ سے اللہ ملا

دیگر

اللہ رے رسولِ عربی کا پایا　　رتبہ یہ بشر نے نہ ملک نے پایا
گو سر پہ دو عالم کے رہے سایہ فگن　　لیکن نہ کسی آنکھ نے دیکھا سایا

دیگر

احمدؐ کی محبت کا جو دیوانہ ہے　　ذی ہوش ہی باخبر ہے فرزانہ ہے
کہتے ہیں خلیل مرغِ سدرہ جسکو　　شمعِ رخِ پُر نور کا پروانہ ہے

دیگر

اونچا ہے ترے قُرب کا پایا کیسا
اللہ نے محبوب بنایا کیسا!

سایہ جو نہیں قد کا تعجّب کیا ہے
اے نورِ خدا نور کا سایا کیسا

دیگر

کیا کام ترے رُخ کی صفا کرتی ہے
جو آنکھ ہے وہ کسبِ ضیا کرتی ہے

چھونے جو نہ پائی تنِ اطہر کو مگس
ہر دم کفِ افسوس ملا کرتی ہے

منقبت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

رُباعی

صدیقؓ ہیں سردارِ جہاں بعدِ رسولؐ
فاروقؓ سے اسلام کو قوت ہے حصول
عثمانؓ غنی جامع قرآنِ مجید
حیدرؓ بخدا شیرِ خدا زوجِ بتولؓ

دیگر

اسلام کو دنیا میں جو پھیلاتے ہیں
مردانِ خدا وہی تو کہلاتے ہیں
اب تک لحدِ قیصر و کسریٰ پہ جلیل
لو نامِ عمرؓ کا تو لرز جاتے ہیں

دیگر

رشنے سے جو فیضیاب ہو جاتا ہے
قطرے سے دُرِ خوش آب ہو جاتا ہے

راتوں کو چراغ لے حیدرؓ سے
گرتا ہے جو گل گلاب ہو جاتا ہے

دیگر

یا رب پئے فاروقؓ و علیؓ رحمت کر
یا رب پئے عثمانِ غنیؓ رحمت کر

صدیقؓ کا میں واسطہ دیتا ہوں تجھے
رحمت ہے تری سب سے بڑی رحمت کر

منقبت حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام

رباعی

واقف ہین سب اللہ کے مقبولون سے ۔۔۔ یعنی راہِ خدا کے مقتولون سے
سبطینِ نبیؐ ہین گل و ریحانِ نبیؐ ۔۔۔ کونین ہے گلزار انھین دو پھولون سے

دیگر

محبوبِ خدا کے دل و جان ہین دونون ۔۔۔ حق یہ ہے کہ فخرِ دو جہان ہین دونون
ہے شان مین سبطین کی وارد یہ حدیث ۔۔۔ سردارِ جوانانِ جنان ہین دونون

دیگر

بامِ شرف و فضل کے زینے دو ہیں — دریائے حقیقت کے سفینے دو ہیں

اللہ رے راکبانِ دوشِ احمدؐ — خاتم تو ہے ایک اور نگینے دو ہیں

دیگر

صورت ہی وہی جس سے عیاں ہو معنی — کیا سمجھے وہ رکھتا ہی نہیں جو معنی

سبطینؑ ہیں یوں ذاتِ نبیؐ میں شامل — جس طرح کہ اک لفظ کے ہوں دو معنی

دیگر

اِن کو عمل و علم کا منبع دیکھا — اُن کو کرم و جود کا مرجع دیکھا

سبطینؑ کا ملنا ہے نبیؐ کا ملنا — مصرع جو بہم ہوئے مطلع دیکھا

سلام

کربلا مین جو علیؑ کا مہِ انور آیا
پوچھتی تھی یہ زمین کون فلک سے آیا

نام کس تشنہ دہن کا مرے لب پر آیا
ساغرِ چشم چھلکنے لگے دل بھر آیا

رو کے بانوؑ نے کہا رن سے جو اصغرؑ آیا
خون مین آج مرا لعل نہا کر آیا

پیاس مین خوب تھی اُس بحرِ کرم کو ورنہ
بارہا جام لبِ چشمۂ کوثر آیا

شکر ہے سنگدلون مین نہ رہا لعل کوئی
حرؑ جو آیا مع فرزند و برادر آیا

اُڑ کے آیا جو سمندِ شہِ والا رن مین
سب یہ سمجھے کہ ہما جوڑ کے شہپر آیا

شہؑ کے پابوس کو آیا نئے انداز سے حرؑ
نذر دینے کو ہتھیلی پہ لئے سر آیا

مشک بھرنے کو جو اُترے ہیں علمدار حسینؓ
شور برپا ہے کہ دریا میں سمندر آیا

تڑپ سینے میں جو تھا اُسپہ ہر دریا دل
جدھر آیا وہ لٹاتا ہوا گوہر آیا

تیر قاتل سے ہوا شاہ کا مقصد پورا
وہ در آیا جو کلیجے میں تو یہ بر آیا

ایسی کچھ تشنہ دہانی کی تھی خاطر منظور
نام پانی کا نہ حضرت کی زبان پر آیا

آج دسویں ہی محرم کی خدا خیر کرے
صبح سے شور ہے وہ شام کا لشکر آیا

صرف آب گہر اشک نے دی کچھ تسکین
اور پانی نہ یتیموں کو میسر آیا

حالِ سجادؓ کا جب وقتِ اسیری دیکھا
بیڑیاں چیخ اُٹھیں طوق کو چکر آیا

رخصتِ شہ جو ہوئی آمدِ عباسِ علیؓ
بزدلوں نے یہی جانا کہ غضنفر آیا

منہ پہ کھاتے رہے تلوار برابر دیندار
بل نہ ابرو پہ مگر بال برابر آیا

کاٹنا سہل نہ تھا خشک گلا پیاسے کا　　ایک منہ موڑ گیا دوسرا خنجر آیا

گئے جنت کو جو عباسؑ تو حوروں نے کہا　　لب دریا سے یہ چلکر لب کوثر آیا

آکے تڑپا گئی یاد شہدا مجکو جلیل

تیر آیا نہ چھری آئی نہ خنجر آیا

دیگر

داغ دل بنت کے غم سید ابرار رہا　　زندگی بھر مجھے جلنے سے سروکار رہا

دیکھئے کاش شہ دین مرنے کی بہار　　رنگ کے آٹھ پہر دیدہ خونبار رہا

آفرین صبر و تحمل پہ شہ بیکسؑ کے　　ایکدم لاکھ بلاؤن مین گرفتار رہا

مجکو بھولی نہین عائشہ کی برہنہ پائی　　پاؤن مین آنکے مرے دل مین چبھا خار رہا

حوصلہ دیکھیے اُس شاہِ جوان ہمت کا | پیاس میں جامِ شہادت کا طلبگار رہا
قافلے میں نہ بچا کوئی بجز عابدؓ کے | ایک بیمار بہتّر کا عزادار رہا
کٹ گئے ہاتھ جو عباسؓ کے وقتِ پیکار | رعب اُس شیر کا کھینچے ہوئے تلوار رہا
کیسے کیسے صفِ اعدا میں قوی ہیکل تھے | سب پہ بھاری خلفِ حیدرؓ کرار رہا
ہوکے تنہا بھی نہ تنہا ہو غربت میں امامؑ | صبر غمخوار رہا فضلِ خدا یار رہا
گُل جو زخموں کے کھلے اُن پہ نظر کیا ہوتی | شاہ کے پیشِ نظر خُلد کا گلزار رہا
عرض کرنا مرے آقا سے یہ اے بادِ صبا | تشنہ لب تم رہے میں تشنۂ دیدار رہا

شہؑ کا مدّاح بھی ہے اور ہے گریاں بھی جلیل
کبھی آنکھوں سے کبھی لب سے گہربار رہا

دیگر

خواب میں آئیں نظر زہراؑ کے پیارے رات کو

یا خدا چمکیں ہمارے بھی ستارے رات کو

شامیوں کے ظلم یاد آ کر رُلاتے ہیں ہمیں

ہم بسر کرتے ہیں دریا کے کنارے رات کو

حارثِ کمبخت نے جانی نہ اُن کی قدر ہائے

آگئے تھے اُسکے گھر میں دو ستارے رات کو

بھوک پیاس اُن کو کہاں پیتے تھے دن کو اشکِ خوں

اور غم کھاتے تھے وہ غربت کے مارے رات کو

نیند کیا آئے ہمیں لے مہ جبین ابنِ حسین رضؓ

تم جو آنکھوں میں پھرو زلفیں سنوارے رات کو

لاشئ فرزندِ حیدر رضؓ کی حفاظت کے لئے

شیر اِک پھرتا تھا دریا کے کنارے رات کو

سونے والو صبحدم بلغ جہان سے کوچ ہے

گریۂ شبنم یہ کہتا ہے پکارے رات کو

کیا قیامت تھی شبِ عاشورہ پوچھو چرخ سے

اشک بن بنکر برستے تھے ستارے رات کو

باپ سے چھٹنا قیامت ہے سکینہ رضؓ کیلئے

نیند سے اب چونک کر کس کو پکارے رات کو
صبح کو دیکھا تو ہر پھر کر اسی جا تھا قیام
کربلا سے بارہا حضرت سدھارے رات کو
کہتی تھی بانو رضؓ نہ کیوں اختر شماری مین کرون
یاد آتے ہین مری آنکھون کے تارے رات کو
دیکھیے کیا حال ہوتا ہے سحر تک اے جلیل
شمع سان ہم بھی ہین رونے پر اُتارے رات کو

دیگر

جنکا شہرہ تھا کبھی مصر کے بازارون مین
وہ بھی ہین یوسف زہرا رضؓ کے خریدارون مین

کون مجھ سا ہی شہیدون کے عزادارون مین
درد ہمدرد ہے غم ہے مرے غمخوارون مین

دیکھکر آب چمکتی ہوئی تلوارون مین
عید تھی جامِ شہادت کے طلبگارون مین

اے مسیحائے دو عالم یہ ذرا دھیان رہے
ہم بھی ہین عارضؔ بدِ بیمار کے بیمارون مین

گلِ مقصود بنین گے یہی ٹکڑے دل کے
گو نہ دیکھون مین انھین آنسوؤن کے تارون مین

سیرِ گلِ خاک کرے ماہِ محرم مین کوئی
ہر طرف خون کی بو آتی ہی گلزارون مین

فوجِ دشمن سے کوئی حُرؓ کا نکلنا دیکھے
چُن لیا شاہؑ نے وہ پھول جو تھا خارون مین

قافلے والو خدا کیلئے آہستہ چلو
ایک بیمار بھی ہی تازہ گرفتارون مین

نظرِ بد سے خدا عونؓ و محمدؓ کو بچائے
دیکھنا کیسے دھنسے جاتے ہین تلوارون مین

ق

خوشجمالی کے فدا شانِ جلالی کے نثار
بجلیون کی ہی چمک چاند سے رخسارون مین

ملگے پھلکے قد و قامت میں غضب کی پھرتی
چلتی پھرتی ہیں یہ دو تیغیں جفا کار و نمیں

ماں کہتی ہے کہ شبیرؑ کا صدقہ ہے
ورنہ تھی جان کہاں اپنی مرے پیارو نمیں

بعد شبیرؑ یہ کہتے تھے عزیزانِ وطن
پھول گلشن میں نہیں چاند نہیں تاروں میں

پھول جنت کے جو تھے دامنِ رضوان میں جلیل
بٹ گئے سب وہ شہیدوں کے عزاداروں میں

دیگر

جوشِ رونے کا غمِ سیدِ ابرار میں ہے
دل میں جو کچھ تھا لہو دیدۂ خونبار میں ہے

دردِ دل کی مجھے پیہم یہ خبر دیتا ہے
تار برقی کا اثر آنسوؤں کے تار میں ہے

نگہِ لطف سے مرتے ہوئے جی جاتے ہیں
تھی جو عیسیٰؑ میں صفت عابدؑ بیمار میں ہے

کہتے تھے شوقِ شہادت میں شہؑ تشنہ دہن　　مجکو درکار وہ پانی ہے جو تلوار میں ہے

تیغِ عباسؓ سے جلکر ہوئے ٹھنڈے لاکھوں　　آگ پانی کا خزانہ اسی تلوار میں ہے

کیوں نہ اکبرؓ کیلئے ہوں گہر افشاں آنکھیں　　شاہ کا لال گھرا فوجِ ستمگار میں ہے

غمِ اصغرؓ میں قیامت تھی یہ ماں کی فریاد　　یا خدا پھول مرا کون سے گلزار میں ہے

دلِ مضطر کا پتا اب مرے پہلو میں کہاں　　ہوئی مدت کہ وہ شبیرؓ کے دربار میں ہے

یوں دعا کرتے تھے شبیرؓ شہادت کیلیے　　کیا کمی اے مرے مولا تری سرکار میں ہے

اُن کو مژدہ ہو جو پیاسوں کیلئے روتے ہیں　　آبِ کوثر کی جھلک اشکِ عزادار میں ہے

گل و ریحانِ نبیؐ میں حسنؓ اور حسینؓ　　انھیں پھولوں کی مہک خلد کے گلزار میں ہے

یاد اُن زخمی ہوئے کانٹوں سے تلوے سجادؓ　　کچھ عجب طرح کی لذت خلشِ خار میں ہے

رو ئیں کس کسکی شہادت پہ یہ دو آنکھوں سے — داغ ہی داغ دلِ عابدؓ بیمار میں ہے

بھوکے پیاسے ہوئے لاکھوں سے مقابل تنہا — کیا شجاعت خلفِ حیدرؓ کرار میں ہے

نامِ شبیرؓ کی ہوتی ہی جو تکرارِ جلیل

لذتِ قندِ مکرر مرے اشعار میں ہے

دیگر

ہائے شبیرؑ نہ پائیں لبِ دریا پانی — بات ایسی ہے کہ ہوتا ہی کلیجا پانی

ہاں کرو دوستو رو رو کے کلیجا پانی — دلِ شبیرؑ میں آسان نہیں جا پانی

آؤ فیضِ خلفِ ساقیِ کوثر دیکھو — یہ جگہ وہ ہے جہاں بھرتے ہیں دریا پانی

ذکرِ شبیرؑ سے گرمائی ہوئی محفل ہے — ہاں مرے دیدۂ تر آج تو برسا پانی

نامِ شبیرؑ سے ملتی ہے وہ لذت دل کو — جیسے پیاسے کو مزہ دیتا ہی ٹھنڈا پانی

دھیان رہتا ہے شہِ تشنہ دہن کا مجھکو — آنکھیں بھر آئیں جہاں سامنے آیا پانی

مقتضی تھا یہی سبطِ نبی ﷺ کے غم کا — خاک صحرا میں اُڑے اور ہو دریا پانی

آبِ شمشیر تھی پیاسوں کے لئے آبِ حیات — جی اُٹھے سوکھے ہوے پھول جو پایا پانی

پیاس میں صبر تھا مقصودِ شہِ دیں ورنہ — قدمِ پاک کے نیچے سے اُبلتا پانی

ایسے تردست تھے شمشیر زنی میں عباس رضؓ — جسپہ اک ہاتھ پڑا اُسنے نہ مانگا پانی

رو کے پانی جو طلب کرتے تھے پیاسے بچے — یاس کہتی تھی ان آنکھوں میں ہے تھوڑا پانی؟

پھوٹ کر دیتے ہیں آوازِ حبابِ دریا — بحرِ ہستی کی حقیقت ہے ہوا یا پانی

بھوکے پیاسوں کے جو قاتل تھے نہ سوچے اتنا — ذبح کرتے ہیں تو دے لیتے ہیں دانا پانی

شاہؑ کہتے تھے کسی سے نہیں شکوہ ہمکو — اپنی تقدیر میں تھی چرخ سے ایذا پانی

ذکرِ شبیرؑ سے ہوتا ہی یہ حال آنکھون کا   جس طرح دینے لگے پھوٹکے چھالا پانی

اشکِ عاصی کے اگر پونچھ دے دامانِ کرم   کچھ قباحت تو نہین پاک ہے بہتا پانی

کربلا تک تو حرم والون کو لائے تھے حسینؑ   دیکھین لیجائے کہان اب اُنھین دانا پانی

گرچہ عباسؓ کئی روز کے پیاسے ہین مگر   رعب وہ ہے کہ ہی شیرون کا کلیجا پانی

ساغرِ دیدۂ عباسؓ چھلک جاتے تھے   ہوکے بیتاب جو کہتی تھی سکینہؓ پانی

نہ خبر اہلِ وطن کی نہ رہائی کی امید   شام کا ملک اسیرون کو تھا کالا پانی

ڈبڈبائی ہوئی آنکھونکے مین قربان جلیل

ان پیالون مین ہے کوثر کا چھلکتا پانی

دیگر

شاہِ والا جو مدینے کا چمن چھوڑ گئے
ذکر اپنا پئے یارانِ وطن چھوڑ گئے

سر کٹا کر رہِ تسلیم و رضا میں شبیرؓ
عشق کی رسم محبت کا چلن چھوڑ گئے

کیا ستم ہے جسے فردوس کے حُلّے آئیں
لاش اُس شاہ کی محتاجِ کفن چھوڑ گئے

بہ گئے اشکوں کے دریا جو سکینہؓ نے کہا
مجکو عباسؓ چچا تشنہ دہن چھوڑ گئے

لیگئے کاٹ کے مظلوم کا سر اہلِ ستم
جسم پر چادرِ خونِ بسرِ کفن چھوڑ گئے

رو کے بانو نے کہا میں نہیں کچھ شمع سے کم
مجکو جلنے کے لئے شاہِ زمن چھوڑ گئے

داغ کبرےؓ کی جدائی کا رہا سینے میں
ہائے کیا لیگئے کیا ابنِ حسنؓ چھوڑ گئے

جوشِ وحشت سے کہا کرتی تھی گھر میں صغراؓ
مجکو غربت میں عزیزانِ وطن چھوڑ گئے

کوئی مضموں ہمارے لیے چھوڑا نہ جلیل
ہاں فقط اپنا سخن اہلِ سخن چھوڑ گئے

دیگر

روتی ہے آنکھ سبطِ پیمبرؑ کے واسطے — مچھلی تڑپ رہی ہے سمندر کے واسطے

جتنے تھے غم ہر ایک پیمبر کے واسطے — وہ سب تھے نورِ دیدۂ حیدرؑ کے واسطے

ساقی لگی ہے آگ فراقِ حسینؑ میں — اک جام ادھر بھی ساقیِ کوثر کے واسطے

مژگانِ شہؑ کے عشق میں اللہ رے جنون — رگ رگ مری پھڑکتی ہے نشتر کے واسطے

مشتاق خود حسینؑ مرے اشکِ غم کے ہیں — دریا کو اضطراب ہے گوہر کے واسطے

دل سختیوں سے توڑ کے اے چرخ رکھ دیا — ظالم مرا ہی شیشہ تھا پتھر کے واسطے

بحر الم سے حبِ علی رض پار اُتار دے
کشتی کی ہے تلاش سمندر کیواسطے

مشکل میں ہوں فتوح کا در مجھ پہ کھول دے
اے کارساز فاتحِ خیبر کیواسطے

رونے سے ہی غرض کہ ذرا لب ہلا دیں آپ
دریا بہا رہا ہوں میں کوثر کیواسطے

دل شق ہوا تو اُس سے یہ پیدا ہوئی صدا
گھر جا رہے بڑا غمِ سرور کیواسطے

اللہ رے رعبِ ہمتِ مردانہ حسینؑ
لاکھوں تھے ایک بیکس و بے پر کیواسطے

مشتاق سب علم کے تھے آئی ندائے غیب
خیبر کا در ہے بازوئے حیدر رض کیواسطے

چل پھر کے قتل کر گئی سب کو نگاہِ شاہ رض
چھوڑی نہ ایک چال بھی خنجر کیواسطے

جانِ عدو کا کھیل رہی تیر سکا ر تیغ
برچھی چھٹی ہوئی ہے کبوتر کیواسطے

گزرے جد رسولؐ کی تصویر کھینچ گئی
یہ بات تھی فقط علی اکبرؑ کیواسطے

راہِ خدا میں سیکڑوں نیزے پہ چڑھنا عبث نہ تھا — تھیں سر بلندیاں سرِ سرورؓ کیواسطے

میدان جیتنا تھا شہیدوں کو صبر کا — کافی تھا ورنہ ایک بھی لشکر کیواسطے

تیر و سنان تھے نخلِ تمنّا کے دو ثمر — اصغرؓ کیواسطے علی اکبرؓ کیواسطے

آنسو بہے تو کٹ گئی مشکل حسینؓ کی — وہ قطرے آب ہو گئے خنجر کیواسطے

بولی بلائیں چہرہ اکبرؓ کی لیکے ماں — ہالہ بھی چاہیے مہِ انور کیواسطے

صغریٰؓ کے خط میں لکھ کے اکبرؓ یہ رو دئیے — ق — بھیّا تڑپ رہی ہوں میں اصغرؓ کیواسطے

تمنے تو ہائے دل ہی سے اپنے بھلا دیا — بھیجا نہ کوئی تحفہ بھی خواہر کیواسطے

آنکھیں تو خیر رونے سے دم بھر کو تھم بھی جائیں — تدبیر کیا کروں دلِ مضطر کیواسطے

پانی کی بوند دے نہ سکی جلن بجھی فرات — تجلِ آلِ ساقیٔ کوثر کیواسطے

اہلِ ستم نے اہلِ حرم کی سنی نہ ہائے
دیتے رہے خدا و نبی کے واسطے

آیا جو وقتِ نزع تو عقدہ کھلا جلیل
ساری یہ ضدیں تھیں یہ دم بھر کے واسطے

دیگر

پیارا جو کبریا کا ہے اُس پر سلام ہے
صدیق ہی شہید ہے شبیر نام ہے

زہرا کا نونہال علی مرتضیٰ کا لال
پروردہ کنارِ رسولِ انام ہے

قدسی درود پڑھتے ہیں پیاسوں کی روح پر
وردِ زبانِ حور شہیدوں کا نام ہے

ہمراہیانِ شاہ کا عالم نہ پوچھئے
ایسے مقتدی ہیں نہ ایسا امام ہے

پوچھو ملائکہ سے وقارِ حسن حسین
وہ عرش آشیان ہیں جنت مقام ہے

روتی ہے خون چشمِ فلک جسکے قتل پر — وہ کون ہے حسین علیہ السلام ہے

کہتے تھے شاہِ دین مجھے پانی چاہیے — مشتاق آبِ تیغ کا یہ تشنہ کام ہے

دیکھو وہی ہے لاش امامِ شہید کی — ارواحِ انبیاؑ کا جہاں ازدحام ہے

نزدیک ہے کہ مہرِ امامت غروب ہو — چاروں طرف سے گھیرے ہوئے فوجِ شام ہے

پیاسوں کے انتظار میں درِ بہشت کے — حوریں کھڑی ہیں ہاتھ میں کوثر کا جام ہے

کیا کور دل تھا شمر کہ اسپر نظر نہ کی — شبیرؑ نورِ دیدۂ خیرالانام ہے

سر دیدیا مگر نہ دیا حق کو ہاتھ سے — شیروں کا ہو جو شیر اسیکا یہ کام ہے

کہتے تھے لوگ اصغرؓ و اکبرؓ کو دیکھکر — ٹکڑا وہ چاند کا ہے یہ ماہِ تمام ہے

میری مجال کیا ہے جو آقا کہوں تمھیں — آقا مرا وہ ہے جو تمھارا غلام ہے

یہ فیض ہے جلیل حسینؑ شہید کا

ڈوبا ہوا جو رنگ مین تیرا کلام ہے

دیگر

چمن مین آمدِ فصلِ عزا معلوم ہوتی ہے
کہ دردانگیز بلبل کی صدا معلوم ہوتی ہے

وہی دلکش نوا سنجی جو کل تک روح افزا تھی
فغان و نالہ و آہ و بکا معلوم ہوتی ہے

علی اکبرؑ کی صورت دیکھکر دشمن بھی کہتے تھے
کہ تصویرِ نبی صلّے علےٰ معلوم ہوتی ہے

وہ کہنا ہاے صغراؑ کا کہ یارب خیر بابا کی
کئی دن سے تڑپ دلکی سوا معلوم ہوتی ہے

جما ہے گلشنِ ایجاد مین کیا رنگ ماتم کا
لہو مین تر ہر اک گل کی قبا معلوم ہوتی ہے

چلے ہین حضرتِ قاسمؑ کچھ اس شانِ جلالت سے
کہ رن مین آمدِ شیرِ خدا معلوم ہوتی ہے

فرشتوں میں یہ چرچا تھا کہ جسمِ ابنِ حیدرؓ پر
شہادت کی قبا کیا خوشنما معلوم ہوتی ہے

گلا کٹتا تھا پیاسوں کا تو یہ آواز آتی تھی
کہ آبِ تیغ بھی آبِ بقا معلوم ہوتی ہے

غمِ سرورؑ میں شاید خاک اسنے بھی اڑائی ہے
غبار آلود جو بادِ صبا معلوم ہوتی ہے

ثباتِ شاہؑ دیکھو اور وہ کرب و بلا دیکھو
یہیں صبر و رضا کی انتہا معلوم ہوتی ہے

زبانِ شاہؑ کے قربان بات جو منھ سے نکلتی ہے
کلامِ حق حدیثِ مصطفےٰ معلوم ہوتی ہے

غل تھا اشقیا میں دیکھکر عباسؓ کے تیور
اسکے ہاتھ میں اپنی قضا معلوم ہوتی ہے

گرفتاروں کا سنکر حال اپنی جانِ محزون بھی
اسیرِ حلقۂ دامِ بلا معلوم ہوتی ہے

جلیل آٹھوں پہر خونبار رہتی ہے جو آنکھ اپنی
عزادارِ شہیدِ کربلا معلوم ہوتی ہے

در شانِ حضرت غوث الاعظم محبوبِ سبحانی قدس اللہ سرہ

مرے لب پر جو نامِ پاک آیا غوثِ اعظمؓ کا
تڑپ کر دل نے اک نعرہ لگایا غوثِ اعظمؓ کا

غلامِ شاہِ جیلاں کا ذرا رتبہ کوئی دیکھے
بنا ہے چترِ رحمت سر پہ سایا غوثِ اعظمؓ کا

ہوا سو جان سے قربان میں نقاشِ تصویر پر
وہ نقشہ کھینچ کر مجھکو دکھایا غوثِ اعظمؓ کا

فلک اس در پہ مجرائی ملک اس در کے شیدائی
یہ شانِ غوثِ اعظم ہے یہ پایا غوثِ اعظمؓ کا

طریقت میں حقیقت میں ولایت میں کرامت میں
کسی نے مرتبہ ثابت نہ پایا غوثِ اعظمؓ کا

حکومت پر ہیں نازاں حکمراں میں اپنے پہ نازاں ہوں
کہ خالق نے گدا مجھکو بنایا غوثِ اعظمؓ کا

دعا یہ ہے کہ جب درپیش ہو ہنگامۂ محشر
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن خدایا غوثِ اعظمؓ کا

معطر ہوگئی محفل گُلِ جنت کی خوشبو سے — کسی نے جب بھی قصہ سنایا غوثِ اعظم کا

نہ اُٹھتا ہی اُٹھائے سے مٹا ہی سے — دلوں پر حق نے وہ سکہ جمایا غوثِ اعظم کا

ہوائے گلشنِ بغداد کے آنے لگے جھونکے — گُلِ باغِ عقیدت رنگ لایا غوثِ اعظم کا

لیا آغوش میں چشمِ دلِ عشاق نے بڑھ کر — دو عالم میں جب جلوہ سمایا غوثِ اعظم کا

لقب حضرت کو قدرت نے دیا محبوبِ سبحانی — پسند ایسا ہر اک انداز آیا غوثِ اعظم کا

محیِ دینِ پیمبر ہوئے غوث الوریٰ ٹھہرے — وقارِ رتبہ نے کیا کیا بڑھایا غوثِ اعظم کا

کہاں میں تشنہ لب سیراب ہے جو ادھر آئیں — کرا فیضِ ہی برکت تھا یا غوثِ اعظم کا

نظر آسکی ہے آنکھیں اسکی تقدیر سکی ذرہ — جسے زبد نے نہ کما یا غوثِ اعظم کا

جلیل اللہ کے بدر اختر کی شان شوکت — [illegible] غوثِ اعظم

دیگر

محیطِ فیضِ رحمانی محی الدین جیلانی ‏ ‏ تمہارا کون ہے ثانی محی الدین جیلانی

تمہیں ہو خلق کے سرور تمہیں ہادی تمہیں رہبر ‏ ‏ تمہیں محبوبِ سبحانی محی الدین جیلانی

شریعت کو کیا تازہ طریقت کو کیا زندہ ‏ ‏ مسیحائی میں لاثانی محی الدین جیلانی

چراغِ کعبۂ عرفان فروغِ دیدۂ ایمان ‏ ‏ امام و قطبِ ربانی محی الدین جیلانی

بلاشبہہ ہے آئینہ جمالِ کبریائی کا ‏ ‏ تمہاری شکلِ نورانی محی الدین جیلانی

پہونچ جاتا ہے سر عرشِ معلّٰی تک جو رکھتا ہو ‏ ‏ تمہارے در پہ پیشانی محی الدین جیلانی

تمہارے ہاتھ میں رکھی ہے خلاقِ دو عالم نے ‏ ‏ ہر اک مشکل کی آسانی محی الدین جیلانی

وہ لاکھوں تاجداروں سے ہے بڑھکر جسکو حاصل ہے ‏ ‏ تمہارے در کی دربانی محی الدین جیلانی

ازل سے آپکے حصے مین تائید الٰہی سے
دو عالم کی ہے سلطانی محی الدین جیلانی

تمہارے اک اشارے سے قلوب خلق پر کیا کیا
کھلے اسرار پنہانی محی الدین جیلانی

ہزارون سینے تمنے بھر دیے علم لدنی سے
زہے تعلیم روحانی محی الدین جیلانی

ڈکا ہے یہی موقع کہ گرداب معاصی مین
مری کشتی ہے طوفانی محی الدین جیلانی

تمہارے چشم و ابرو سے تمہارے روئے نیکو سے
ظہور نور ایمانی محی الدین جیلانی

خزانہ تم ہو عرفان کا تمہارا ہر مقولہ ہے
در گنج خدادانی محی الدین جیلانی

جلیل خستہ پر ایسی عنایت ہو کہ محشر مین
نہ ہو اسکو پشیمانی محی الدین جیلانی

رباعی

ر ہین مصطفےٰ کے غوث الاعظمؓ　　دلبند ہین مرتضیٰؓ کے غوث الاعظمؓ

ن گردنِ تسلیم نہ خم ہو سب کی　　سرتاج ہین اولیا کے غوث الاعظمؓ

دیگر

ردِ دلِ عالم کے مسیحا ہین آپ　　میرے دلِ بیکس کا سہارا ہین آپ

اک موج توجہ کی ادھر بھی یا غوثؓ　　مین تشنہ جگر فیض کا دریا ہین آپ

در شانِ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

سلطانِ عرب کے نورِ نظر سلطان الہند غریب نوازؒ

ایمان کے شجر عرفان کے ثمر سلطان الہند غریب نوازؒ

اللہ نے رتبہ خاص دیا۔ ولیوں کا تمہیں سرتاج کیا

وہ سب ہیں ستارے تم ہو قمر سلطان الہند غریب نوازؒ

تم قبلۂ جاں تم کعبۂ دیں ہیں خاک نشیں تم عرش نشیں

تم دستِ عطا ہیں دستِ نگر سلطان الہند غریب نوازؒ

بندہ پرور یہ فیض و عطا کا چھوڑ کے در

مین جاؤن کہان مین جاؤن کدھر سلطان الہند غریب نواز

دل ورنہ میرا ہے ہین جینا مرنا

چوکھٹ ہے تمھاری اور یہ سر سلطان الہند غریب نواز

ستۂ وزار ہو نمین تم دیکھ لو سینہ فگار ہو نمین

درکار ہے چارۂ دردِ جگر سلطان الہند غریب نواز

علق معین الدین مقبول ہو عرض جلیلِ حزین

ہو جائے ادھر بھی ایک نظر سلطان الہند غریب نواز

دیگر

خسروِ مُلکِ دین معین الدینؒ   خضرِ راہِ یقین معین الدینؒ

چارہ جوئی کرے کوئی کس سے   چارہ گر ہو تمھیں معین الدینؒ

ہو توجہ کہ ہم غریبوں کا   اور کوئی نہیں معین الدینؒ

سب نے پائی مُراد مُنھ مانگی   رہ گئے اِک ہمیں معین الدینؒ

ہو گئی ہے باین فراخی ہائے   تنگ مجھ پر زمیں معین الدینؒ

قربِ مقصود ہو نصیب مجھے   دُور ہو غم کہیں معین الدینؒ

آپ کے در کا ایک سائل ہے

یہ حبیبِ حزیں معین الدینؒ

دیگر

درِ خواجہ پہ مجھے لیکے مقدر آیا — لِلّٰہ الحمد کہ پیاسا لبِ کوثر آیا

مین کہان اور یہ دربارِ ضیا بار کہان — اُڑکے ذرہ طرفِ خسروِ خاور آیا

اور ہدیہ نہ مِلا نذر کے قابل مجکو — چشمِ پُر خون دِل پُر درد کو لیکر آیا

عرضِ حاجت کی مجھے اب کوئی حاجت نہ رہی — مدّعا آپ یہ کہتا ہے کہ مین بر آیا

میر عثمان علیخان ہمین یا رب آباد — جنکے ہمراہ ہوا خواہونکا لشکر آیا

یہ نصیبہ ہے اسی بادشہِ ذیشان کا — حیدر آباد سے اجمیر مکرّر آیا

بارک اللہ عجب بارگہِ عالی ہے — خاکبوسی کیلئے شاہِ فلک فر آیا

واپسی پر یہ کہونگا کہ مرا شاہِ دکن — سفرِ ہند سے منصور و مظفّر آیا

روضۂ پاک میں کیا حسن ہے اللہ اللہ آنکھ در پر جو پڑی دل میں سمٹ کر آیا

دیکھئے شوق زیارت کا اسے کہتے ہیں بیشتر ہمسے ہمارا دلِ مضطر آیا

خوب سوجھی مجھے تدبیر سبکدوشی کی بوجھ عصیاں کا اُٹھائے ہوئے سر پر آیا

چشمۂ فیض سے دنیا ہوئی سیراب جلیل

میرے حصّے میں مئے عشق کا ساغر آیا

دیگر

آج قسمت درِ خواجہؒ پہ مجھے لائی ہے یہی وہ در ہے جہاں لطفِ جبیں سائی ہے

تھا بہت دور مگر کھینچ بلایا مجھکو جانتے تھے کہ یہ مدّت کا تمنائی ہے

میں نے اجمیر میں جسوقت قدم رکھا ہے تہنیت کیلئے جنّت کی ہوا آئی ہے

مجکو دیکھو قدمِ حضرتِ خواجہؒ دیکھو　　آج تو ذرہ و خورشید مین یکجائی ہے

خاکبوسی کو جھکا ہون تو دھڑکتے دلسے　　میرے خواجہؒ مرے خواجہؒ کی صدا آئی ہے

شاہِ آصف کی بہ بدولت ہوئی دولت یہ نصیب　　جنکے قدمون سے لگی خلقِ خدا آئی ہے

مرحبا دولتِ دارین لٹانے والے　　کتنے اِس در سے مُراد اپنی نہین پائی ہے

مثلِ پروانہ ہے روضے پہ ہجومِ عُشّاق　　وہ کے خلوت مین عجب انجمن آرائی ہے

بادشاہون کا بھی دربار نہ دکھا ایسا　　حق نے کیا شان عطا آپکو فرمائی ہے

جرعہ نوشانِ عقیدت کو مزے آتے ہین　　جسطرف دیکھئے رحمت کی گھٹا چھائی ہے

گنبدِ پاک یہ ہے یا کوئی خورشید جمال　　جلوہ افروز احمد عشوہ و رعنائی ہے

محو کر دیتی ہے انسان کو تجلّی اِسکی　　خود تماشا ہے جو روضے کا تماشائی ہے

نذر کے واسطے کچھ اور مرے پاس نہین		صرف اک درد کا مارا دلِ شیدائی ہی

چاہتا ہون دلِ مُردہ مرا زندہ ہوجاے		آپ ہی سے مجھے اُمیدِ مسیحائی ہی

نا بلد کوچۂ عرفان سے ہون لیکن پھر بھی		نازِ اسپر ہے کہ حضرت سے شناسائی ہی

کچھ کہے کوئی مگر مین تو کہون گا یہ جلیل

جسکو خواجہؒ کا نہ سودا ہو وہ سودائی ہی

رباعی

اے خواجۂ خواجگان معین عالم
اے قطب جہان مہر مبین عالم

کیا وصف کرے آپکا ناچیز جلیل
ہین آپ تو فخر بہترین عالم

دیگر

سرسبز ہوا آپسے باغ عرفان
لاکھون کو کیا مست ایاغ عرفان

ہے یہ اثر گرمی باطن ابتک
ہر بزم مین جلتا ہے چراغ عرفان

تمت بالخیر بتاریخ ۲۵ شوال المکرم سنہ ۱۳۴۶ ہجری